رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر چہارم (بابت ربیع الثانی ۱۲۹۶ھ مطابق اپریل ۱۸۷۹ء) جلد دوم

جسمین بعض اصول جواب ادلہ کا مکرمت مولوی محمد قاسم صاحب کا ثبوت ہے۔ اور بطفیل جناب ممدوح اصل اصول غیر مقلدین بیان ہے ہی بعرض

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہہ رسالہ مذہبی مسائل مین ہی ملکی یا قومی یا پولیٹکل سے تعرض نہین (۲) مہینہ مین ایکبار چھپتا ہی اور ہر مہینہ کی اخیر مین تقسیم ہوتا ہی (۳) جسقدر روپیہ اسکی عوض مین وصول ہوتا ہی وہ کسی خاص شخص کا ملک نہین ہوتا۔ اسی رسالہ کے مصارف اجرا مین صرف ہوتا ہی (۴) جو کچھ اسکے عوض مین کوئی دیتا ہی [illegible] بغرض اشاعت سنت سید المرسلین یہی وجہ ہی کہ بعضے صاحب اس دو جزو رسالہ کے عوض مین تین تین روپیہ ماہواری دیتے ہین بعضے دو روپیہ۔ اور اکثر ایکروپیہ۔ اور عام خریدار آٹھ آنہ ماہوار دیتے ہین۔ اور بہت لوگ مفت بلا قیمت لیتے ہین (۵) جو لوگ ایکروپیہ یا اس سے زیادہ دیتے ہین۔ وہ اس رسالہ اور انجمن اشاعۃ السنۃ کو ممبر تصور کئے جاتے ہین۔ انکو اس رسالہ کے جملہ امور کے متعلق مالکون کیطرح رائے دینے اور جمع خرچ حساب لینے کا استحقاق ہی۔ اور جسقدر پرچے چاہین خود لے سکتے ہین۔ اور جسکو چاہین بلا قیمت دیسکتے ہین (۶) مفت لینے والوگونکو منع ہی جو معاونت زر کی استطاعت نہین رکھتے اور یہ اسکی اشاعت و ترویج کی معاونت کرتے ہین اور پڑہنے اور سمجھنے کی لیاقت بھی رکھتے ہین (۷) اس رسالہ کی جملہ امور تصنیف تحریر طبع تقسیم حساب کتاب کا اہتمام راقم الحروف کے ذمہ ہی۔ اور بعضے امور مین جیسے مطالبہ زر و ارسالی خطوط تقاضا کے جنمین منشی عبد العزیز صاحب ساکن امرتسر کٹرہ کہنیان بھی میرے [illegible] خط و کتابت ارسال زر کسیکو منظور ہو وہ راقم سے کرین یا منشی عبد العزیز صاحب کو مخاطب فرماوین (۸) جو صاحب بذریعہ چندہ ایسا کرین اگر وہ کسی شہر مین اکیلے ہون تو وہ اپنا چندہ ششماہی یا سالیانہ یکمشت روانہ کرین جہان کئی صاحب موجود ہون وہ سب ملکر ماہ بماہ بھیجتے رہین یا ہر ششماہ پیشگی ادا فرماوین بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی اگر نوٹ یا ٹکٹ ۱/۲ آنہ والے ہون تو بذریعہ رجسٹری (۹) سنہ (۷۷) و (۷۸) کی پرچے کمیاب ہین بلکہ نایاب اگر کسیکو بھیجے جاتے ہین تو لوگون سے خرید کر اور بمشکل بہم پہونچاکر اسلئے انکی قیمت ہر مہینہ کی پرچون کے عوض مین ایکروپیہ ماہوار سے کم نہین لیجاتی بس جو سات ماہ سنہ کے پورے

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

یہی مضمون آپکے کئی رسائل و تصنیفات مین مرقوم ہے اور اگر آپ کہین احوال برزخ و حشر مین ایسی تقریرات بھی لائی ہین۔ جنسے حشر روحانی مفہوم ہو۔ یا نعیم و آلام کا وجود خیالی یا عقلی ثابت ہو تو وہ اُن لوگونکے سمجہانے کے لئے جو انبیا کے منکر ہین۔ اور اُنکی ایسی باتونکو جو عقل مین نہ آوین تسلیم نہین کرتے ان تقریرات مین امام غزالی رحنے اپنا عندیہ ظاہر نہین کیا اور نہ مسلمانونکا اعتقاد بتلایا ہے بلکہ منکرونکو یہ سمجہایا ہے کہ اگر کوئی اُن امور کی اصلی حقائق کو نہ مانے۔ اور اپنی نافہمی سے اُنکو خلاف عقل و محال جانے تو اسی عقلی خیالی وجود سے مان لے۔ اور اسطور پر اسکا امکان تجویز کرکے تکذیب سے باز آوے۔ یہان چند فقرات اُنکی متعدد تصنیفات کے بطور شہادت پیش کئے جاتے ہین

امام غزالی نے احیا مین کہا ہے	قال الغزالی فی الاصل الاول من
حشر و نشر شرع مین آچکا ہے۔ اور وہ حق ہے اور اُسکا ماننا واجب۔ کیونکہ بحکم عقل ممکن ہے۔ اسکے معنے فنا کے بعد دوبارہ پیدا کرنا ہے۔ سو اللہ کی قدرت مین ہے۔ جیسے پہلی بار پیدا کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ انسان منکر کہتا ہے کہ جب ہڈیان کھوکھری ہو جاوینگی تو اُنکو زندہ کون کریگا تو (اسکے جواب مین اے رسول اللہ) یہ کہدے کہ انکو وہ زندہ کریگا۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا۔ سو خدا نے دوبارہ پیدا کرنے پر پہلے پیدا کرنے	الرکن الرابع من الفصل الثالث من کتاب قواعد العقائد من الاحیاء الحشر والنشر قد ورد بهما الشرع وهو حق والتصدیق بهما واجب لانه فی العقل ممکن ومعناه الاعادة بعد الافناء وذلک مقدور للّٰه تعالٰی کابتداء الانشاء قال اللّٰه تعالٰی قال من یحیی العظام وهی رمیم قل یحییها الذی انشاءها اول مرة۔ فاستدل بالابتداء علی الاعادة

وقال فی الباب السابع من کتاب ذکر الموت
وما بعده من الاحیاء اعلم ان للناس
فی حقیقة الموت ظنونا کاذبة قد اخطأوا
فیها - فظن بعضهم ان الموت هو العدم وانه
لا حشر ولا نشر ولا عاقبة للخیر والشر وان
موت الانسان کموت الحیوانات وجفاف
النبات وهذا رای الملحدین وکل من
لا یؤمن بالله والیوم الاخر - وظن قوم
انه ینعدم بالموت ولا یتألم بعقاب
ولا ینعم بثواب ما دام فی القبر الی ان یعاد
فی وقت الحشر - وقال اخرون ان الروح
باقیة لا تنعدم وانما المثاب والمعاقب
هی الارواح دون الاجساد وان الاجساد
لا تبعث ولا تحشر اصلا وکل هذه
ظنون فاسدة ومائلة عن الحق -
بل الذی تشهد له طرق الاعتبار
وتنطق به الایات والاخبار ان الموت
معناه تغیر حال فقط وان الروح باقیة
بعد مفارقة الجسد

کو دلیل ٹھہرایا
اور امام **غزالی** نے احیاء مین دوسری جگہہ فرمایا ہے
تو جان لے کہ موت کی حقیقت مین لوگون کے کئی
جھوٹے خیال ہین - جنمین وہ چوک گئے ہین - بعضونکا یہ
خیال ہے کہ موت ایک نابودگی ہے - اور کوئی حشر
ونشر نہین ہے اور نہ نیکی وبدی کا کوئی انجام ہے
انسان کی موت ایسی ہے جیسی حیوان کا مرجانا -
یا بوٹی کا خشک ہو جانا - اور یہ ملحدونکی راے ہے
اور اُن لوگونکی جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہین رکھتے
اور بعضونکا یہ خیال ہے کہ موت سے انسان نابود
ہو جاتا ہے - اور جبتک قبر مین ہے نہ لذت و
عذاب نہین پاتا - یہانتک کہ وقت حشر اسکا اعادہ ہو
(**مترجم کہتا ہے** یہ معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کی
راے ہے) اور بعضونکا یہ خیال ہے کہ روح باقی
ہے - موت سے نابود نہین ہوتی اور ثواب عذاب
بھی نہین ارواح کو ہوتا ہے - نہ اجسام کو - اور اجسام
اُٹھائے نہ جاوینگے - اور نہ جمع ہونگے اور یہ سب
جھوٹے خیالات ہین - اور حق سے پھرے ہوئے اور
اعتقاد حق جسپر غور وفکر شاہد ہے - اور قرآن وحدیث
ناطق - یہ ہے - کہ موت سے مراد فقط ایک حالت کا
بدل جانا ہے اور روح بعد مفارقت بدن باقی رہتی ہے

اما معذب به واما منعم الى ان قال ولا يبعد ان يعاد الروح الى الجسد في القبر ثم ذكر ما ورد في السنة من انواع عذاب القبر من الحيات والعقارب وغيرها ثم قال فامثال هذه الاخبار لها ظواهر صحيحة واسرار خفية ولكنها عند ارباب البصائر واضحة فمن لم تنكشف له حقائقها فلا ينبغي ان ينكر ظواهرها بل اقل درجات الايمان التصديق والتسليم

فان قلت فنحن نشاهد الكافر في قبره مدة ونراقبه ولا نشاهد شيئا من ذلك فما وجه التصديق على خلاف المشاهدة

فاعلم ان لك ثلاث مقامات في التصديق بامثال هذا

احدها وهو الاظهر والاصح والاسلم ان تصدق بانها موجودة وهي تلدغ الميت ولكنك لا تشاهد ذلك فان هذه العين لا تصلح لمشاهدة الامور الملكوتية وكل ما يتعلق بالآخرة فهو من عالم الملكوت اما ترى الصحابة رضي الله عنهم كيف كانوا يؤمنون بنزول جبرئيل وما كانوا يشاهدونه ويؤمنون بانه عليه السلام يشاهده

عذاب مین یا نعمت مین۔ اور روح کا جسم کیطرف پھیرنا قبر مین بعید نہین

پھر غزالی نے اسکا ذکر کیا جو حدیث مین آیا ہے کہ قبر مین سانپ اور بچھو ہونگے۔ پھر کہا

ایسی احادیث کے ظاہری معنی صحیح ہین۔ اور انکی اسرار خفی ہین جو صاحبان بصیرت پر منکشف ہین۔ جنپر انکی حقائق نہ کھلین انکو یہ نہ چاہیے کہ ظاہر کو نمانے بلکہ ادنے درجہ ایمان یہ ہے کہ انکو سچ جانے اور مان لے۔

اور اگر تو اعتراض کرے کہ ہم تو ایک کافر کو قبر مین دیکھتے رہتے ہین۔ اور وہان کوئی سانپ بچھو نہین پاتے تو ہم انکو خلاف مشاہدہ کیونکر مان لین۔ تو (اسکی جواب ہین) یہ سمجھہ لے کہ انکی تصدیق وتسلیم کے تین مقام ہین

مقام اول جو بہت ظاہر ہے اور بہت صحیح اور بہت سالم ہے یہ کہ تو اس بات کو مان لے کہ وہان سانپ بچھو موجود ہین ولیکن تجھے نظر نہین آتے۔ اسلئے کہ یہ آنکھین امور آخرت کے مشاہدہ کے لائق نہین ہین کیا تجھے یہ علم نہین کہ جبرئیل کا آنحضرت صلعم کے پاس آنا اصحاب ندیکھتے اور مان لیتے کہ آنحضرت انکو دیکھہ رہے ہین

فان کنت لا تومن بهذا فتصحیح اصل
الایمان بالملائکة والوحی اهم
علیك

وان کنت اٰمنت به وجوزت ان یشاهد
النبی ما لا تشاهده الامة فکیف لا تجوز هذا
فی المیت

وکما ان الملك لا یشبه الآدمیین والحیوانات
فالحیات والعقارب التی تلدغ فی القابر
لیست من جنس حیات عالمنا
بل هی جنس اٰخر وتدرك بحاسة اخری

ثم ذکر المقام الثانی الذی بین فیه الوجود
الخیالی للحیات والعقاب

وبعده المقام الثالث الذی جوز فیه الوجود
العقلی او الشبهی لها

وذلك لافهام المنکرین المکذبین
للمرسلین کما شهد بتصدیر کلامه
الذی نقلناه

ثم فصل ما ورد فی الکتاب والسنة من اللذات
الجسمانیة والآلام الجسدانیة فی الجنة والنار

پس اگر تو ایسی باتونکو نہین مانتا تو تجھے ایمان کی
جڑ (اعتقاد وجود ملئکہ و نزول وحی) کا درست کرنا اور
جمانا بہت ضروری ہے

اور اگر تجھے وحی کے آنے پر ایمان ہو اور تو اسبات
کو ممکن سمجھتا ہے کہ ایک چیز (یعنے جبرئیل) کو آنحضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھین اور تو نہ دیکھے تو پھر میت کے
عذاب مین اسبات کو کیون نہین سمجھتا اور تجویز نہین کرتا
کہ جیسے فرشتہ انسانون اور حیوانات کا ہمشکل نہین
ویسے ہی سانپ اور بچھو جو میت کو ڈستے ہین
اس عالم کے سانپوں [illegible] کی جنس سے نہین
بلکہ وہ اور ہی جنس ہین جو اور ہی آنکھ سے نظر آتے ہین

پھر **مقام ثانی** کو ذکر کیا جسمین وجود خیالی سانپ
بچھو کا بیان فرمایا

اسکے بعد **مقام ثالث** کو ذکر کیا جسمین انکے وجود
عقلی یا شبہی کو تجویز کیا

یہ ان لوگون کے سمجھانے کو جو نبوت کے منکر ہین اور ر
انبیاء کی ان باتونکو (جو عقل مین نہ آوین)
مکذب۔ چنانچہ صدر کلام جناب جو ہمنے نقل کیا ہے
اسپر شاہد و ناطق ہے

پھر **امام غزالی** نے ان لذات و آلام
جسمانی کو مفصل بیان کیا۔ جو بہشت و دوزخ

من الحور والقصور والانهار والثمار و
السلاسل والاغلال ونحوها
وقال فی کتاب الفیصل للتفرقة بین الاسلام
والزندقة بعد ما بین المراتب الخمسة لوجود
الاشیاء ومدلول الفاظها الدالة علیه
من الوجود الذاتی والحسی والخیالی والعقلی والشبهی
وذکر قانون التاویل الذی یعصم صاحبه
عن التکفیر وهذا هو المأخذ لما قاله
المولوی مهدی علی فی المضمون [illegible]
[illegible] من تهذیب الاخلاق ووقع منهم
فی المضمون الثانی والثمانین التسلیم له
والوفاق مانصه من الناس من یبادر الی
التاویل بغلبات الظنون من غیر برهان قاطع
ولا ینبغی ان یبادر ایضا الی تکفیره فی کل
مقام - بل ینظر فیه فان کان فی امر لا یتعلق
باصول الدین ومهماته فلا یکفر کالتاویل
فی کواکب ابراهیم التی راها بانها جواهر
ونعلی موسی وعصاه وعجل السامری
وما یتعلق من هذا الجنس باصول
العقائد المهمة فیجب تکفیر
من یغیر ظاهره بغیر برهان

ہین ہونیوالی ہین اور کتاب وسنت ہین وارد
جیسے حور وقصور اور نہرین اور پہل اور زنجیر اور طوق
اور امام غزالی نے کتاب **فیصل للتفرقة بین**
الاسلام والزندقة مین (بعد بیان مراتب
خمسہ وجود اشیاء ومدلولات الفاظ کے جس سے مراد
وجود ذاتی - اور حسی اور خیالی - اور عقلی اور شبہی
ہے اور بعد ذکر قانون تاویل کے جس سے تاویل
کنندہ کفر کیطرف منسوب ہونیسے بچ جاتا ہے - اور
یہی بیان غزالی کا مولوی مہدی علی صاحب
نے مضمون نمبر [illegible] نے نمبر [illegible]
تسلیم کیا ہے) اصل ماخذ ہے) باین الفاظ فرمایا ہے
بعضے لوگ بدون دلیل قطعی محض خیالات سے تاویل
کیطرف دوڑ پڑتے ہین (یعنی یہ ہرگز نہ چاہیئے)
اور یہ بھی نہ چاہیئے کہ ہر ایک تاویل کنندہ کی تکفیر
پر مبادرت کرین - بلکہ (یہ چاہیئے کہ) انکی تاویل
کے محل کو دیکھین - اگر وہ ایسے امر مین ہی جو اصول
ومقاصد دین کے متعلق نہین ہے جیسے ابراہیم ع
کے ستارون مین یہ تاویل کہ وہ جواہر ہین یا موسی
کی جوتیون اور لکڑی مین یا سامری کے بچھڑے
کی تاویل - تو اسکی مرتکب کو کافر نہین - اور
اگر وہ تاویل ایسے امر مین ہے جو اصول دین

قاطع كالذي ينكر حشر الاجساد و
ينكر العقوبات الحسية في الآخرة
بظنون و اوهام و استبعادات
من غير برهان و كذلك يكفر
من ينفي علم الجزئيات عن الله تعالى

قائلين بانه لما كان صلاح الخلق
في ان يعتقدوا حشر الاجساد لقصور
فهمهم عن درك المعاد الكلي وكان صلاحهم
في ان يعتقدوا ان الله تعالى [illegible]
عليهم و رقيب عليهم ليورث ذلك
رغبة في الخير و رهبة جاز للرسول ان
يفهمهم ذلك وليس بكاذب من
اصلح غيره فقال ما فيه صلاحه وان لم يكن كما قاله

وهذا القول باطل قطعا لانه تصريح
بالتكذيب ثم طلب عذر في انه
لم كذب و يجب اجلال منصب النبوة
من هذه الرذيلة قلت وقد صنف
الغزالي الرسالة

اور اہم عقائد سے ہے تو اسکے مرتکب کی (جو بلا دلیل
قطعی ظاہر نص کو بدلا دے) تکفیر واجب ہے۔ جیسے
منکرین حشر اجساد و منکرین حسی عقوبات قیامت ہین جو
مجرد اوہام و خیالات سے انکار کرتے ہین۔ اور بلا
دلیل اسکو بعید سمجھتے ہین ایسا ہی انکی تکفیر واجب ہے
جو خدا تعالے کا جزئیات سے علم مٹاتے ہین۔ اور
اس انکار و استبعاد پر انبیا کیطرف سے یہ عذر پیش
کرتے ہین کہ حشر کلی روحانی کے سمجھنے کا لوگونکو
مادہ نہ تھا۔ اور اعتقاد حشر جسمانی ہین انکا فائدہ
[illegible] جو ہو
رہا ہے سب خدا جانتا ہے اور وہ ہر ایک کے حال پر
مطلع ہے) انکی اصلاح و ہدایت تھی۔ اور سبب
وجود خوف و رغبت اسلئے رسول کو ان باتونکا کہنا
جائز ہو گو واقع مین ان باتونکا وجود نہین۔ اور کہتے
ہین کہ جن باتونکی بیان مین لوگونکا فائدہ ہو بحکم
(دروغ مصلحت آمیز) انکا بیان کرنے والا
جھوٹا نہین (غزالی کہتا ہے) یہ قول انکا یقیناً
باطل ہے۔ اسمین انہون نے پہلے نبیونکو جھوٹا
بنایا۔ پھر انکے جھوٹ بولنے کا سبب بتلایا اس
کمینہ پن سے منصب نبوت کا برتر سمجھنا واجب ہے
مین مترجم کہتا ہون کہ امام غزالی نے ایک

القدسیة فی العقائد الدینیة

وقسمها علی اربعة ارکان وجعل الرکن الرابع منها فی السمعیات و اثبت فیه الحشر الجسمانی و عذاب القبر وسوال منکر ونکیر والمیزان و الصراط وخلق الجنة وصنف رسالة اخری سماها المضنون به علی غیر اهله واثبت فیها اعادة الروح الی الجسد ودفع مقالة من استبعدها واثبت فیها اللذات المحسوسة الموعودة فی الجنة وابطل قول من انکرها و صنف رسالة اخری سماها الاقتصاد فی الاعتقاد وجعل لها اربعة اقطاب اثبت فی القطب الرابع الحشر والنشر والجنة والنار و عذاب القبر وقد رأیت هذه الرسائل کلها بعینی هاتین ووجدت فیها ما نقلت ههنا بلا غین وقد اشتهر عن الغزالی القول بالحشر الجسمانی غایة الاشتهار بحیث یعرفه کل احد من العلماء الصغار والکبار وان غبی ذلک علی العوام لا عبرة لهم فانهم کالانعام قال العلامة التفتازانی فی شرح المقاصد

رسالہ **قدسیہ** تصنیف کیا ہے جسکو چار ارکان پر منقسم کیا۔ انہین سے ایک رکن ان باتونکے بیان کے لیے مقرر کیا جنکا بیان شرع سے سنا گیا ہی۔ اسمین حشر و عذاب وغیرہ چیزونکا اثبات کیا ہی جسکو منکرین نے بعید سمجھ رکھا ہے۔ اور ایک رسالہ اور تصنیف کیا ہے جسکا نام **مضنون به علی غیر اہلہ** رکھا ہی۔ اسمین روح کا جسم کیطرف پہیرنا ثابت کیا ہی اور اسکو بعید سمجھنے والے کی بات کو رد کیا ہی۔ اور لذات محسوسہ بہشت کو ثابت کیا ہی اور قول منکرین کو باطل۔ ایک رسالہ آپنے اور بنایا جسکا نام **اقتصاد فی الاعتقاد** رکھا ہے اسکے چار قطب مقرر کئے انہین سے رابع مین حشر و نشر۔ دوزخ و بہشت وغیرہ امور بخوبی ثابت کئی ہین مینے اپنی ان انکھون سے ان رسائل کو مطالعہ کیا ہی اور جو کچھ یہان نقل کیا ہی بلا حجاب اسمین پایا۔ یہ سبھی رسائل انکی رد مین ہین جو خلاف بیان مذکورہ کو غزالی کیطرف منسوب کرتے ہین اور اپنی ہوائی نفسانی مین انکی موافقت کی مدعی ہین۔ اور اس حشر جسمانی کا قائل ہونا اس غزالی سے ایسا مشہور ہے کہ اسکو چہوٹے بڑے علما پہچانتے ہین۔ اگرچہ عوام پر یہ مخفی ہے۔ اور انکا کچھ اعتبار بھی نہین ہے وہ تو جانورون کیطرح ہین

علامہ تفتازانی شرح مقاصد مین فرماتے ہین

وما وقع فی السنة بعض العوام انه ینکر حشر الاجساد افتراء علیه - کیف وقد صرح به فی مواضع من کتاب الاحیاء وغیره وذهب الی ان انکاره کفر - وانما لم یشرحه فی کتبه کثیر شرح لما قال انه ظاهر لا یحتاج الی زیادة بیان

قال الصدر الشیرازی فی خاتمة شرح هدایة الحکمة ذکر الشیخ الغزالی فی بعض مسفوراته بقوله ان اللذات المحسوسة الموعودة فی الجنة من اکل و شرب و نکاح یجب التصدیق بها لامکانها واللذات کما تقدم حسیة[1] وخیالیة[2] وعقلیة[3] اما الحسی فلا یخفی معناه وامکانه فی ذلك العالم کامکانه فی هذا العالم فانه بعد رد الروح الی البدن - وقام البرهان علی امکانه

واما الکلام فی ان بعض هذه اللذات مما لا یرغب فیها رغبة کاملة بعض العقلاء کاللبن والاستبرق والطلح

جو زبان زد عوام ہو رہا ہے کہ امام غزالی حشر اجساد کے منکر ہیں - یہ انپر بہتان ہے - وہ تو کئی جگہہ احیاء میں حشر اجساد پر تصریح کر چکے ہیں - اور اس سے انکار کو کفر خیال کرتے ہیں - اسکو بہت تفصیل سے بیان نہیں کیئے تو اسکی وجہ خود فرما گئے ہیں کہ وہ حشر جسمانی ایسا ظاہر ہے کہ بہت بیان کا محتاج نہیں

صدر الدین شیرازی نے شرح ہدایۃ الحکمت کے خاتمہ میں کہا ہے کہ شیخ غزالی نے اپنی بعض کتب* میں باین لفظ ذکر کیا ہے کہ لذات محسوسہ جنکی بہشت میں ہونیکا وعدہ دیا گیا ہے جیسے کھانا پینا جماع کرنا - انکو مان لینا واجب ہے - اسلیئے کہ انکا ہونا ممکن ہے - اور لذات (چنانچہ پہلے ذکر ہوا) تین قسم ہیں - حسّی - خیالی - عقلی حسّی کے معنے ظاہر ہیں (یعنے جو واقع میں ہوا اور آنکھ سے نظر آوے) اور انکا اس عالم میں ہو سکنا ایسا ہی جیسا اس عالم میں ہے وہان ان لذات کا وجود ہوگا تو روح کے بدن کیطرف پھر آنیکے بعد ہوگا اور اسکی امکان پر دلیل قائم ہو چکی ہے

رہا یہ اعتراض کہ ان لذات میں (جو قرآن میں مذکور ہیں) بعضی ایسی لذتیں ہیں جنکی طرف عقلاء کی پوری رغبت نہیں - جیسے دودھ -

* یہ مضمون غزالی کی کتاب المضنون به علی غیر اهله [illegible]

المنضود والسدر المخضود فان هذا
خوطب به جماعة یعظم ذلک فی
اعینهم ویشتهونه غایة الشهوة و
لکل احد فی الجنة ما یشتهیه کما قال تع
وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْ اَنْفُسُکُمْ
وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ

ثم بین الخیالی والعقلی علی وجه یصادم
الحسی بل یؤیده و یوافقه وذلک
[illegible]
المکذبین للرسلین ۔ کما تقدم
وجهه

ریشمین کپڑا ۔ کیلا ۔ بیری کا درخت (یعنے پھر انکا
ذکر کیون ہوا تو **جواب** اسکا یہ ہے کہ) ان چیزونکے
بیان سے وہ لوگ مخاطب ہین جنکی نگاہ ہونمین ان
چیزونکی بڑی عظمت ہے ۔ اور انکی پوری خواہش ۔
اور بہشت مین ہر ایک کے لئے وہی ہے جو چاہے
چنانچہ حقتعالے نے فرمایا ہے ۔ تمہارے لئے ان
باغون مین وہی ہے جو تم چاہو اور طلب کرو
پہر صدرا این امام غزالی سے لذات خیالی و عقلی کا ایسا
بیان ہے جو وجود لذات حسی کا مخالف نہین ۔
[illegible]
اور ساکت کرنیکو جو وجود لذات حسی کو وہان بعید جانتے
ہین اور بیان انبیاء کو اسباب مین نہین مانتے ۔

اس **تفصیل** با دلیل سے ثابت ہوا کہ امام غزالی حشر اجساد کے منکر نہین ۔ اور نہ بہشت و دوزخ
کی نعیم و آلام جسمانی سے انکاری ہین ۔ اس زمانہ کے **نیچری مسلمان** اپنے باطل خیالات مین
امام غزالی کو ناحق اپنے ساتھ ملاتے ہین اور عوام مسلمانونکو یہ بات جتلاتے ہین کہ امام غزالی جیسے
حقائق آگاہ ہمارے خیالات مین شریک ہین تو یہ خیالات خلاف ملت اسلام کیونکر ہو سکتے ہین ۔
اور اس بات کا کذب ہونا جیسا بیان مذکور سے عیان ہے مستغنی از بیان ہے اور آفتاب نیمروز کیطرح
یہ امر نمایان ہے کہ ایسے باطل خیالات ہین بجز فلاسفہ وغیرہ کفار کے کوئی انکا مقتدی میر سامان
نہین ہے ۔ یہ ہمنے چند تمثیلات اختلاف کو ذکر کیا ہے ۔ اسیطرح اور ہزارہا اختلاف ہین جنکی تفصیل
اس محل مین اجنبی ہے جسقدر بیان یہان ہوا یہ بھی **حضرات احمدیہ** کی خاطر سے ۔ اور
انکی جانب سے وقوع انکار کے خوف سے ورنہ یہ رسالہ ایسی ردی و باطل مذاہب کی نقل کرنیکا محل

نہ تہا - ناظرین ہمکو اس نقل و تفصیل مین معذور سمجہین - اور ان مذاہب باطلہ کے ابطال سے تعرض نکرنیکی بہی یہی وجہ خیال کرین کہ وہ تفصیل و بحث اسمقام مین اجنبی ہے -

مطلب کی بات جو اسمقام سے علاقہ رکہتی ہے فقط اسیقدر ہے کہ **حکماء فلاسفہ** جنکو آپ قانون قدرت پر مطلع خیال کرتے ہین نظام عالم و حقائق و صفات موجودات مین (جسکو آپ نیچر یا قانون قدرت سے تعبیر کرتے ہین) اسقدر اختلاف [illegible] کہ وہ اختلاف عامہ جہلاء کے خیالات و مقالات مین متحقق نہین ہین اگر قانون قدرت کوئی مشخص و مقرر ہوتا اور اُسکا وجود کہین خارج از عقل پایا جاتا تو اس قانون کے ناظرین و مطلعین مین اسقدر اختلاف واقع نہوتا

اُنکے اختلاف سے یقین کیا جا سکتا ہی کہ قانون قدرت کی آجتک کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی - اور اسکی حالت موجودہ ایسی نہین جسکے تحصل و تقرر مین عقل کا دخل نہو - اور اسکے تصرف و دخل کہ بازی کی وہان گنجائش نہو

اس بیان سے ہماری دوسری بات (جسکا ذکر صفحہ (۷۸) سے شروع ہے) ثبوت کو پہنچی اور پہلی بات (یعنے عقل کی خطاکاری و غداری) آپنے خود مانی ہوئی ہے

اب آپ ہی **انصاف** سے فرما دین کہ ان دو باتون کے ہوتے عقل انسانی اس دار و غائی کا کب منصب رکھتی ہے اور اپنے ہادی کی تعلیم کی ممتحن کلی کسطرح ہو سکتی ہے کہ جس امر یا صیغہ پر وہ صاد کرے وہ پاس سمجہا جاوے اور جسپر اسکا صاد نہو وہ فیل قرار پاوے

یا ان فیصلہ و امتحان مین وہ اپنی قدرتی و جبلی خطاء مین (جسکا نیچر عقل مین داخل ہونا آپ مان چکے ہین) کہین نہ پڑیگی ؟ اور اس داروغائی کی کارگذاری مین **مسٹر بکل** کی بات (جو صفحہ (۷۷) و (۸۰) مین گذری ہے) کہین صادق نہ آوے گی ؟

شائد آپ یا آپکے اصحاب و احباب بن سوچے یہ بات فرما دین کہ ہمنے اس ہادی کا ممتحن عقل کو نہین ٹہیرایا بلکہ قانون قدرت اور اُسکی موافقت و مطابقت کو ممتحن قرار دیا ہے یا اس مطلب کو یون ادا کرین کہ عقل کو ممتحن بنایا بھی ہے تو اسکی ذاتی و قدرتی قوت پر

(جسمین خطا بھی داخل ہے) اکتفا و اعتماد نہین کیا۔ بلکہ اُسکے ساتھ اسکی عدالت و استقامت کے لئے ایسا قانون و دستور العمل (جسکی رعایت کرنی و پابند رہنے سے وہ خطا کرنے نہ پاوے اور اسکی کسی کارگذاری میں سٹربکل کی وہ بات صادق نہ آوے) تجویز کر دیا ہے۔

ولیکن کچھ سوچ و تامل کو کام مین لاوین اور ہمارے بیان سابق مین غور فرماوین تو یہ باتین ہرگز نکہین جس حالت مین ہم ثابت کر چکے [illegible] قانون قدرت بجز [illegible] اور عقل کوئی چیز نہین۔

اور اس کی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی نہین ہوئی۔ تو پھر قانون قدرت کو متعین بنانا عین عقل کو متعین بنانا ہوا۔ سو بھی محض اُسکی ذاتی و قدرتی قوت و لیاقت کے اعتماد پر بدون اسکے کہ اسکے لئے کوئی دستور العمل مقرر کیا گیا ہو یا اسکے ہاتھ مین کوئی کتاب قانون دی گئی ہو۔

ایسی حالت مین وہ (عقل) کیونکر خطا نکریگی اور اسکی کارروائی پر سٹربکل کی بات کیونکر صادق نہ آئیگی اس بحث سے جیسا کہ عقل انسانی کا اپنے ہادی کی تعلیم پر دارو مدار ہونیکے لائق نہونا ثابت ہوا (جس سے اُس ڈبل غلطی جناب کا (جو صفحہ ۸۰ مین بتلائی گئی) ثبوت بہم پہنچا) ویسا ہی یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عقل انسانی بدون رہنمائی سچے ہادی کے (جسکو دوسری زبان مین پیغمبر یا نبی کہتے ہین) مرضیات خالق کو پہنچ نہین سکتی اور مجرد مطالعہ قانون قدرت سے اُن اخلاق پر جو ہادی بتلاوے [illegible] ہین مطلع نہین ہو سکتی۔ اس سے

دوسری غلطی جناب (جو پہلی غلطی سے بڑھکر ہے) ثابت ہوئی اور جو آپ نے اسکے خلاف مین تقریر کی ہے جو نمبر سابق مین بصفحہ ۸۷ منقول ہوئی۔ وہ سب کے سب کافور ہوئی۔ اسلیئے کہ جس حالت مین بحکم بیان سابق قانون قدرت کی کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی اور اسکی کوئی بات بجز لوح عقل کہین لکھی ہوئی نظر نہین آتی تو عقل کا غور کرنا کس چیز مین متصور ہے اور کس چیز کے مطالعہ سے اسکا اخلاق صحیحہ

مطلع ہونا ممکن ہے

کاشکے آپ پہلے قانون قدرت کی تشریح کر لیتے یا اسمین کوئی کتاب تصنیف کر دیتے - یا پہلے کے مولف نسخہ پر نشان دہی کرتے

پھر یہہ **دعوی** (کہ بدون رہنمائی ہادی کے مجرد مطالعہ قانون قدرت سے اخلاق صحیحہ پر اطلاع ممکن ہے اور بعض حکماء کو یہہ حاصل) زبان یا قلم مین لاتے - **کما قیل**

ثبت العرش ثم نقش

اور جو آپ نے اِس [illegible] مین ایک یہ دعوے کیا ہے (جو نمبر سابق مین بصفحہ ۹۷ منقول ہے) کہ بعض حکماء کے متعدد اصول بالکل موافق و مطابق اصول انبیاء کے پائے جاتے ہین یہہ ہرگز ہرگز **مسلم نہین** اور نہ تسلیم کرنیکے لائق ہے - جبتک کہ آپ بطور تمثیل ایک دو اصول حکماء مفصل بیان نکرین - اور اُن اصول پر بدون سماع تعلیم انبیاء کے حکماء کا مطلع ہونا پھر ان اصول کا اصول انبیاء سے متوافق ہونا مدلل نکر دکھاوین

ہمارا یہہ خیال ہے کہ انکی ایک بات بہی اصول انبیاء کے موافق نہین ہے - اور اگر کوئی بات موافق نظر آتی ہے - تو وہ انبیاء یا انکے اتباع سے سُنی سُنائی ہے -

جب ہم **امہات اصول انبیاء** مین (جیسے توحید - نبوت - معاد) حکماء کا اختلاف دیکھتے ہین تو موافقت کی امید کہان رکہین - اور اپنے اِس خیال کو کیونکر غیر صحیح سمجہین -

ہم اِس خیال کو حکماء سرشار بادہ حکمت (جو واقعہ مین جہل و سفاہت ہے) کی نسبت کیونکر صحیح نہ سمجہین جس حالت مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ جسکو ایک دفعہ اس میکدہ مین گذر ہوتا ہے - اور ایک جرعہ اس شراب کا اسکے حلق مین پہنچتا ہے - تو وہ ہوش و حواس چھوڑ دیتا ہے - اور امہات اصول انبیاء کا مخالف بنجاتا ہے - گو دل یا زبان سے وہ انبیاء کا مصدق رہے - اور انکے سلسلہ اُمت مین داخل کہلاوے -

رئیس فلاسفہ متاخرین شیخ ابو علی ابن سینا کو دیکہئے کہ آپ مسلمان کہلاتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے - پہر اصول دین محمدی (جیسے حشر اجساد یا علم بالجزئیات کے

منکر رہے*

دورہ ثانی اپنے ہی گروہ کے جرعہ نوشان جام حکمت کیطرف توجہ فرمای کہ باوجود اعتراف رسالت محمدیہ واعتقاد حقانیت ملت مصطفویہ اصول مذہب اسلام کے مخالف ہین اور وجود ملئکہ وتفاصیل حشر جسمانی و وجود دوزخ وبہشت کے منکر۔

یہ سب اسی حکمت کے آثار ونتائج ہین۔ اور مطالعہ قانون قدرت کے فوائد۔

[illegible] متحقق پاتے ہین تو اسکو ائمہ حکماء کی نسبت کسطرح غلط سمجھ لین اور اسکا خلاف بدون دلیل کیونکر مان لین۔

خصوصًا اس حالت مین کہ اُنکے مقالات وخیالات مخالف اصول اسلام شہرۂ آفاق ہین۔ اور چھوٹے بڑے کتب فلسفہ مین مرقوم اور ادنے طلبا ءتک معلوم چنانچہ مجملًا نقل ان اقوال کی نمبر سابق مین ہو چکی ہے اب کسیقدر تفصیل انکے بنقل بعض ثقات اسلام قلم مین آتی ہے۔

جسکو اس مجمل نقل یا اس تفصیل پر اعتماد [illegible] وہ کتب فلسفہ کو دیکھے۔ اور بن دیکھے بے سمجھے ردکیطرف متوجہ نہو جاوے۔

قال الشیخ احمد بن عبد الحلیم الحرانی المشهور بابن تیمیه الحنبلی فی الفرقان* بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان

قال المتفلسفة ان الافلاك قديمة ازلية

ولا يقولون ان الرب خلق السموات والارض وما بينهما فی ستة ايام ولا خلق الاشياء بمشيئته وقدرته

شیخ ابن تیمیہ نے رسالہ فرقان مین کہا ہے۔

فلسفی کہتے ہین کہ آسمان قدیم سے ہین۔ اور ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ کسی خاص وقت مین پیدا نہین ہوئے اور یہ نہین کہتے کہ اللہ تعالے نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انمین ہے چھ دن مین پیدا کیا۔ چنانچہ قرآن مین ذکر ہے۔

* [illegible]

اشتہار یہ وہ رسالہ ہے جسکا فرد اشتہار رسائل توحید مین ذی قعدہ سنہ ۹۵ مین دیا گیا۔ مدت سے یہ چھپکر فروخت ہو رہا ہے قیمت پانچ آنہ۔ محصول ڈاک ایک آنہ۔ طالبین اسکا مطالبہ حافظ بہاء الدین ساکن لاہور کوچہ کندیگران سے کرین۔ **المشتہر ابو سعید عفا اللہ عنہ**

ولا یعلم الجزئیات

بل ایماں ینکروا علمہ مطلقاً کقول ارسطو او یقولون انما یعلم من الامور المتغیرۃ کلیاتہا کما یقولہ ابن سینا-

وحقیقۃ ھذا القول انکار علمہ بہا فان کل موجود فی الخارج فہو معنی جزئی [illegible]

وکذلک جمیع الاعیان وصفاتہا وافعالہا فمن لم یعلم الا الکلیات لم یعلم شیئاً من الموجودات والکلیات انما توجد کلیات فی الاذہان لا فی الاعیان

والکلام علی ہولاء قد بسط فی موضع اخر فی بحث تعارض العقل والنقل وغیرہ

فان کفر ہولاء اعظم من کفر الیہود والنصاری بل ومشرکی العرب اذ جمیع ہولاء یقولون ان اللہ خلق السموات والارض وانہ یخلق المخلوقات بمشیتہ وقدرتہ

اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اشیاء کو قدرت و ارادہ سے پیدا کیا ہے - اور نہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کو جزئیات کا علم ہے

بلکہ کیا تو بالکل منکر ہین - چنانچہ ارسطو کا قول ہے - اور کیا اسطرح قائل کہ اللہ تعالے مرنے والی چیز و نحو کلی طور پر جانتا ہے نہ بوجہ جزئی چنانچہ

ابن سینا کا قول ہے

اور انکا یہ کہنا بھی درحقیقت علم آلہی سے کل موجودات کی نسبت انکار کرتا ہے - اسلئے کہ جو چیز عالم مین موجود ہے [illegible] موجودات اور انکی صفات و افعال یہ سب جزئیات ہین

پس جس نے ان جزئیات کو نجانا اُسنے کسی موجود کو نجانا - اسلئے کہ کلیات کا تو بدون اذہان عالم میں وجود ہی نہین ہے

ان لوگوں کے ساتھ ہماری گفتگو اور مقام مین بتفصیل موجود ہے - جہان عقل و نقل کی باہم مخالف ہونے کی بحث ہے

ان لوگوں کا کفر یہود و نصاریٰ سے بلکہ مشرکین عرب کے کفر سے بڑھکر ہے کیونکہ وہ سب قائل ہین کہ اللہ تعالے آسمان و زمین کا خالق ہے - اور اُسنے مخلوقات کو قدرت و ارادہ سے بنایا-

وارسطو ونحوہ من متفلسفۃ الیونان
کانوا یعبدون الکواکب والاصنام وھم
لا یعرفون الملائکۃ ولا الانبیاء
ولیس فی کتب ارسطو ذکر شیء من ذلک
وانما غالب علم القوم الامور الطبیعیۃ واما الامور
الالٰھیۃ فکلامھم فیھا قلیل کثیر الخطأ
والیھود والنصارٰی بعد النسخ والتبدیل
اعلم بالالٰھیات منھم بکثیر ولکن متأخرو
ھم کابن سینا ارادوا ان یلفقوا بین
کلام اولئک وبین ماجاءت بہ الرسل
فاخذوا شیئا من بعض اصول الجھمیۃ والمعتزلۃ
ورکبوا منہ ومن قول اولئک مذھبا قد یعتزی
الیہ متفلسفۃ اھل الملل
وفیہ الفساد والتناقض ما قد نبہ علی بعضہ
فی غیر ھذا الموضع
وھؤلاء لما راوا ان امر الرسل کموسٰی وعیسٰی و
محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم
قد ظھر فی العالم ووجدوا الانبیاء قد
ذکروا الملائکۃ والجن ارادوا ان یجمعوا بین
ذلک وبین قول اسلافھم الیونان الذین
ھم من ابعد الخلق عن معرفۃ اللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ

اور ارسطو وغیرہ یونان کے فلسفی ستارون اور
بتون کو پوجتے۔ اور نبوت انبیاء و وجود فرشتون کے
معتقد نہ تھے۔
ارسطو کی کسی کتاب مین ان باتون کا ذکر نہین
یہ لوگ غالبا امور طبعی کو جانتے الٰہیات مین کم بولے
ہین سو بھی بکثرت خطا
یہود و نصارے نسخ و تحریف کے بعد انسے بڑھکر
الٰہیات مین عالم ہوئے ہین۔ ولیکن فلاسفہ کے
متاخرین نے جیسے ابن سینا، چاہا کہ فلاسفہ اور
انبیاء کی کلام کو باہم ملاوین۔ پس کچھ مسلمانون
سے جہمیہ و معتزلہ کے اصول کو لیا اور کچھ اصول
فلسفہ کو اور ان دونون کو ملاکر ایک مذہب بنا دیا
جسکی طرف مسلمان فلسفی منسوب ہین
اسمین جو فساد و باہم اصول کا تناقض ہے وہ
دوسری جگہہ بیان ہو چکا ہے
ان لوگون نے جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد
(صلوات اللہ وسلامہ علیہم) کی شان عالم مین ظاہر
ہو چکی ہے۔ اور ان انبیاء کو دیکھا کہ یہ فرشتون
اور جنون کو ذکر کرتے ہین۔ تو چاہا کہ کلام انبیاء
اور پہلے یونانیون کو (جو خدا کے اور اسکے فرشتون
اور کتابون اور رسولون کی معرفت سے سارے

واولئك قد اثبتوا عقولا عشرة يسمونها المجردات والمفارقات واصل ذلك ماخوذ من مفارقة النفس للبدن فسموا تلك مفارقة لمفارقتها المادة ومجردا لتجردها عنها واثبتوا للافلاك لكل فلك نفسا واكثرهم جعلها اعراضا وبعضهم جعلها جواهر وهذه المجردات التى اثبتوها ترجع عند التحقيق الى امور موجودة فى الاذهان لا فى الاعيان فما اثبت اصحاب ارسطو اعدادا مجردة وكما اثبت افلاطون المثل الافلاطونية المجردة واثبتوا هيولى مجردة عن الصورة مدة وخلاء مجردين

وقد اعترف حذاقهم بان ذلك انما يتحقق فى الاذهان لا فى الاعيان فلما اراد هولاء المتاخرون منهم كابن سينا ان يثبت امر النبوة على اصولهم الفاسدة زعموا ان النبوة لها خصائص

جہان کی نسبت دور پڑے ہوئے ہین) باہم ملادیئے تو انہون نے فرشتون کی جگہہ عقول عشرہ کو ثابت کیا۔ جنکو مجردات ومفارقات کہتے ہین مفارق نفس کو کہتے ہین جو بدن سے جدا ہو (اسکے نزدیک عقول بدن سے جدا ہین - اسلئے مفارق کہلاتے ہین - اور ہر ایک آسمان کے لئے ایک ایک نفس ثابت کیا جنکو اکثر فلسفیون نے عرض (جوکسی محل مین پایا جاوے اور اسکی صفت سے ہو) ٹہیرایا ہے - اور بعضون نے جوہر (جوکسی محل مین نہ پایا جاوے بلکہ بذات خود قائم ہو) اور یہ مجردات تحقیق کرنیسے موجودات ذہنیہ نکلتے ہین نہ موجودات خارجیہ - چنانچہ ارسطو کے اتباع نے اعداد مجردہ ثابت کئے ہین - اور افلاطون نے مثالی خبرین جنکو **مثل افلاطونیہ** کہتے ہین - اور انہون نے خالی از صورت وخلاء مجرد بہی ثابت کیا ہے

اور انہین کے ماہرین نے **اقرار** کرلیا ہے کہ ایسے امور ذہن مین پائے جاتے ہین - خارج مین متحقق نہین ہوسکتی - جب ابن سینا وغیرہ متاخرین فلاسفہ نے اپنے ان اصول پر اثبات نبوت کا ارادہ کیا تو یہ خیال جاپا کہ نبوت کی تین صفتین ہیں

بها فهو نبی

ان یکون له قوة علمیة یسمونها القوة القدسیة

ینال بها العلم بلا تعلم

جو کوئی ان صفات سے موصوف ہو وہ نبی ہے

(۱) اسمین ایسی قوت علمی ہو جسکے ہونیسے بن سکھائے

وہ حقائق اشیار کو جان جائے - اسکو وہ

قوت قدسیہ کہتے ہین

مترجم کہتا ہے یہ وہ قوت ہی جسکو ہمارے زمانہ کے فلسفی مسلمان کانشنس کہتے ہین - اور اسکو قانون قدرت کے مطالعہ مین مصروف کرنیسے بدون ہدائت انبیاء کے اخلاق صحیحہ کے دریافت کرنیکے لئے کافی سمجھتے ہین - اور ایسی قوت والونکو بمنزلہ پیغمبر قرار دیتے ہین - تہوڑا زمانہ گذریگا تو یہ حضرات برملا **پیغمبری** کا دعوی کرینگے - اور خاتم النبیین کی رسالت کو رلا ملا دینگے - سچ پوچھو تو یہ اپنا کام ابھی سے کر چکے ہین - اور ابطال نبوت کی پٹری جما چکے [illegible] نبوت کی خصوصیت انبیا سے مٹا دئے ہین - اور اپنے لئے قولاً و فعلاً انکی تجویز کر رہے ہین - **قولاً** تجویز انکی اسی مضمون کانشنس سے (جسکے متعلق بحث ہو رہی ہے) ظاہر ہے اُسمضمون کو گو انکے معتقدین مثبت نبوت سمجھتے ہو گئے - ولیکن مین اسکو مبطل نبوت خیال کرتا ہون - چنانچہ اسکی دلیل عنقریب قلم مین لاتا ہون **عملاً** یہ کہ تعلیمات نبویہ کو نیچر یہ کا لگا ترمیم کر رہے ہین - اور نیچر کی مدد سے نئے نئے اعتقادات و اعمال کی از خود تشریع کرتے ہین اور یہ دو نو امر یعنے پہلی شریعت کا نسخ و ترمیم کرنا اور دوسری شریعت کی تشریع پیغمبر ہی کے کام ہین - اب انکی طرف سے فقط دعوی پیغمبری باقی ہے - وہ بھی چند روز مین بشرطا انکی امت کے بڑہجانے - اور معارضین کے کم ہو جانیکے ظہور مین آجائیگا میری اس **پیشین گوئی** کو (جو بتجربہ و قیافہ مشاہدہ حال ان حضرات کے ہوئی ہے) ناظرین یاد رکھین - اور آج کی تاریخ کو **نوٹ بک** مین لکھیں

نحن نحکم بما نشاهد من الظواهر والله یعلم بالضمائر والسرائر

و ان یکون له قوة تخییلیة تخیل ما یعقله فی نفسه بحیث یری فی نفسه صورا ویسمع فی نفسه صوتا کما یراه النائم ویسمعه لا یکون لها وجود فی الخارج وزعموا ان تلك الصور هی ملائکة الله وتلك الاصوات هی کلام الله

(٢) اسمین ایسی قوت خیالی ہو جسکے سبب سے وہ اپنے عقلی معلومات کو ایسا خیال مین لا سکے کہ آنکھ سے دیکھ لے یا کان سے سن لے - جیسے کوئی خواب مین دیکھتا سنتا ہے - اور واقع مین اسکا وجود نہین ہوتا - ان لوگونکے اعتقاد مین ملائکہ یہی خیالی صورتین ہین جو انبیاء دیکھتے ہین - اور کلام الٰہی یہی خیالی آوازین ہین جو وہ سنتے -

پس ہم [illegible] بقول فلاسفہ جبرئیل اسی خیال کا نام ہے جو آنحضرتؐ کے دل مین متشکل ہوتا - ہمارے اس زمانہ کے فلسفی (یا نیچری) مسلمان بھی جبرئیل و میکائیل وغیرہ ملائکہ کو اس سے بڑھکر نہین سمجھتے - اور انکے لئے وجود خارجی تجویز نہین کرتے مارچ ۹۶ء مین ایک دوست ضلع ہوشیارپور مین میرے پاس دوسرے دوست کی شکایت لائے اور یہ فرمانے لگے کہ فلانے صاحب یہ کہتے ہین کہ جبرئیل آنحضرت صلعم کے پاس قرآن لیکر آتے - اور پھر ملا پڑھکر سنا جاتے دیکھئے یہ صاحب سمجھدار ہوکر کیسا خیال رکھتے ہین اور حقیقت وحی کو کیا سمجھے بیٹھے ہین مین انکی یہ بات سنکر متعجب ہوا اور یہ سمجھا کہ قرآن مین جہان کہین جبرئیل و میکائیل کا ذکر ہے - اسکو یہ لوگ محض خیال و سودائی محال سمجھ رہے ہین اور جو احادیث مین وارد ہے کہ ملائکہ نور سے مخلوق ہین - اور جبرئیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت پر دیکھا - اور کئی بار جبرئیل آنحضرتؐ کے پاس بصورت انسان متشکل ہوکر آئے - اور عامہ صحابہ کو دکھائی دیئے

یہ سب آن حضرات کے تزدیک منفتری وموضوع ہے - یا اسی خیال پر محمول - اسلئے سے عزم رد مقالات ان حضرات کا میری دل مین پختہ ہوا اور ما فی الضمیر چند رسالہ کا اظہار ضروری نظر آیا - مین امید کرتا ہون کہ میرے وہ دوست اس مضمون کو امعان نظر سے دیکھینگے - اور پوری توجہ سے اپنے خیالات کے اصل ماخذ کو معلوم کر جائینگے کہ وہ بجز خیالات فلاسفہ اور کچھہ نہین اور انکا ان خیالات مین امام یا استاد بجز افلاطون وارسطو و بوعلی سینا وغیرہ اور کوئی نہین -

لوگ ان باتونکا موجد ومجدد **انریبل سید احمد خانصاحب** ہی کو سمجھتے ہین - اور اصول مذہب نیچری کو اُنکے مصنوعات ومخلوقات سے خیال کرتے ہین - ولیکن درصل وہ اس خیال مین غلطی پر ہین - یہ تو فلاسفہ یونان وغیرہ کے اپنے خیالات ہین - [illegible] ترجمہ ہوکر عربی [illegible] عوام مین شائع نہوئے بلکہ خواص عربی خوان انکو جانتے رہے - جب وہ ایکمدت سے انگریزی وغیرہ زبانو مین ترجمہ ہو کر شائع ہوئے ہین - تو جناب ممدوح انکو عوام مین شائع کرنے لگے ہین - پس جو لوگ فلسفہ قدیم سے بیخبر ہین - وہ انکو جناب ممدوح کے مصنوعات سے سمجھتے ہین - اور نئے خیالات جانتے - واکثرہم ما بینا ہ

وان یکون لہ قوۃ فعالۃ یاثر بہا فی ہیولی العالم

اور اسمین ایسی قوت موثرہ ہو جسکے سبب سے وہ ہیولی (مادہ) عالم مین تاثیر کرسکے ¹*

وجعلوا الکرامات ومعجزات الانبیاء وخوارق السحرۃ من قوی النفس

انہون نے انبیا کی کرامات ومعجزات اور جادوگرونکی خرق عادات کو اسی

¹* یعنی آگ کو پانی بنا دے اور پانی کو ہوا - ایسا ہی اور چیزون مین تبدیل وتغیر کرے - جنکا ہیولی فلسفیون کے نزدیک ایک ہی ہے ۱۲ **حاشیہ**

فاقروا من ذلک بما یوافق اصولهم دون قلب العصا حیة ودون انشقاق القمر ونحو ذلک فانهم ینکرون وجود هذا

قوت کی تاثیر سے ٹہیرا رکھا ہی - اسیواسطی جو خوارق اس جنس* سے ہون - انکو مان لیا ہی - اور جو ایسے نہین - جیسے لاٹھی کو سانپ بنا دیا - یا چاند کو دو ٹکڑے کر دینا - انکو نہین مانا

مترجم کہتا ہے ہمارے زمانہ کے مسلمان فلیسفون نے بھی صدور خوارق کا (جنکو وہ برائے نام مانتے ہین) منبع و اصل اسی قوت موثرہ کو ٹہیرایا ہے - جسکا نام انہون نے **قوت مقناطیسی** رکھا ہے - ولیکن اسکی تاثیر کو اس حد تک نہین مانا کہ وہ حقائق عالم مین تاثیر کرے - اور آگ کو پانی یا پانی کو ہوا بنا دے - بلکہ اسکا اثر اسیقدر مانا ہے کہ وہ خیالات خلائق مین موثر ہو جاوے - جو امر صاحب قوت کے خیال مین [illegible]
[illegible]
یا معجزہ نبی کی حقیقت اس سے بڑھکر نہین - سحرہ فرعون اور حضرت موسیٰ کا رسیون اور لاٹھیون کو سانپ بنا دینا واقعی نہ تہا - جو کچھ تھا وہ لوگون کی نظرون اور خیالون مین تھا - مضمون ابطال سحر **تہذیب الاخلاق** اس بیان پر شاہد صریح ہی اور مجمل اشارہ انکار معجزات انبیاء انکے مضمون کانشنس مین بصفحہ (۱۵) سطر (۸) کالم (۲) نیز پایا جاتا ہے -

یہ حضرات ابطال معجزات مین فلاسفہ یونان سے بھی بڑہ گئے - اور انکار خوارق مین انہون نے منکرین کے بھی کان کاٹے **ولیکن** منصفین و عقلاء کے نزدیک یہ انکار انکا بے ٹھکانہ ہے - اور اس مثل کا مصداق کہ **بلئی سے سیانہ سو دیوانہ**

حاشیہ ※ یعنے جنکا ہیولے مین باہم اتحاد ہے اور اس اتحاد کے سبب آپس مین انقلاب و تبدیل جائز ہے

وقد بسطنا الکلام علی ہولاء فی مواضع وبینا ان کلامہم ہذا من افسد کلام وان ہذا الذی جعلوہ من خصائص النبی یحصل ماہو اعظم منہ لاحاد العامۃ ولاقل اتباع الانبیاء

اور ہمنے بہت جگہہ منکرین معجزات پر تفصیل اعتراض کئے ہین - اور بیان کر دیا ہے کہ یہ گفتگو انکی بڑی فاسد و باطل ہے - اور یہ کہ جس امر کو وہ مناط و مدار نبوت ٹھیراتے ہین اور خوائص پیغمبر سے بتلاتے ہین - اس سے بڑھکر انبیاء کی عوام امت اور چھوٹے چھوٹے متبعین مین پائی جاتی ہین -

یعنی فقط انہین تین صفتون یا قوتون (کانشنس - قوت خیالی - قوت موثرہ یا تاثیری) کے انسان مین پائے جانے سے اسکی نبوت ثابت نہین ہوتی - یہ تو چھوٹے چھوٹے لوگون مین پائی جاتی ہین - پھر وہ نبی نہین ہو جاتین - انہ انجملہ القاء غیبی ہے - جسکو دوسرے بیان مین انکشافی القاء یا وحی یا الہام کہتے ہین اور وہ کسبی و اختیاری نہین ہوتا ہے - اور اسکا ماخذ و مخزن کتاب عقل یا دیوان قدرت نہین ہے - اور اسکا حصول سوچ و تردی و تفکر و تدبر سے نہین ہوتا **اسکی تفصیل** اور اسپر دلیل ہم بحث **اثبات نبوت** مین ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالے - **مترجم**

وان الملائکۃ التی اخبرت بہا الرسل احیاء ناطقون اعظم مخلوقات اللہ وہم کثیرون ولا یعلم جنود ربک الا ہو ولیسوا عشرۃ ولیسوا اعراضا لاسیما وہولاء یزعمون ان الصادر الاول ہو العقل الاول عنہ صدر کل ماسواہ

اور یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ فرشتے جنکے رسولون نے خبر دی ہے زندہ ہین اور بولنے والے - اور خدا کی جملہ مخلوقات مین سے بہت بڑے - اور وہ شمار مین بہت ہین جنکو خدا ہی جانتا ہے - خالی دس ہی نہین (جیسے فلاسفہ کہتے ہین) اور نہ وہ اعراض ہین خصوصاً جس حالت مین فلاسفہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اشیاء عالم سے جسکا صدور حداے

ہو اور وہ عقل اول ہے - اسکے سوائے جو کچھ ہے
وہ عقل اول سے صادر ہوا ہے

فھو عندھم رب کل ما سوی اللہ
وکذالک کل عقل رب کل
ما دونہ
والعقل الفعال العاشر رب کل
ما تحت فلک القمر - وھذا مما یعلم
فسادہ بالاضطرار من دین الرسل
فلیس احد من الملائکۃ مبدعا
لکل ما سوی اللہ

وہ عقل اول انکے نزدیک اللہ کے سوا ہی سب چیزون
کی پروردگار و خالق ہے - اسیطرح ہر ایک عقل
دوم سے نہم تک اسپنے نیچے کے عقول و افلاک
کی پروردگار و خالق - اور عقل دہم (جسکو عقل
فعال کہتے ہین فلک قمر (آسمان دنیا) کے
ماتحت کل اشیاء کی خالق ہے - اور یہ ایسی
باتین ہین جنکا فساد و بطلان بے اختیار دین
الٰہی سے معلوم ہو[illegible] ہے کہ خدا کے سوائے
خواہ فرشتہ ہو خواہ اور کوئی مخلوقات کا خالق
نہین ہے *

وھولاء یزعمون ان العقل الاول
ھو العقل المذکور فی حدیث
یروی ان اول ما خلق اللہ العقل
فقال لہ اقبل فاقبل فقال لہ ادبر فادبر
فقال وعزتی ما خلقت اکرم
علی منک فبک آخذ وبک
اعطی وبک الثواب وعلیک
العقاب

یہ لوگ خیال کرتے ہین کہ عقل جسکا ہم اثبات کرتے ہین
وہی ہے جسکا اس حدیث مین ذکر ہے جو مروی ہے
کہ اللہ تعالے نے پہلے عقل کو پیدا کیا پہر اسکو
کہا تو آگے آ - وہ آگے ہوئے پہر کہا پیٹھ پھیر دے
اُس نے پیٹھ پھیر دی - پہر خدا نے کہا مجھے اپنی
عزت کی قسم ہے مینے تجھ سے بڑھکر معزز کوئی چیز
پیدا نہین کی - تیری ہی سبب سے مین لوگونکو مواخذہ
کرونگا - تیرے ہی سبب سے بخشش تیرے ہی سبب سے
جزا دونگا تیرے ہی سبب سے سزا اور اسیکو وہ فلسفی

ويسمونه ايضا القلم لما راوا انه قد روی ان اول ما خلق الله القلم

مسلمان قلم ٹھیراتے ہین - جب وہ بعض احادیث مین یہ ذکر دیکھ پاسے کہ جسکو خدانے پہلے پیدا کیا ہے وہ قلم ہے

والحديث الذی ذكروه فی العقل كذب موضوع عند اولی المعرفة بالحديث كما ذكره ذلك ابو حاتم البيهقی وابو الحسن الدارقطنی وابن الجوزی وغيرهم وليس هو فی شئ من دواوين

اور یہ حدیث جسکو اُنہون نے ذکر کیا ہے جھوٹی اور وضعی ہے چنانچہ ابو حاتم اور بیہقی اور ابو الحسن دار قطنی نے اور ابن جوزی نے ذکر کیا - اور کسی معتمد کتاب حدیث مین اسکا ذکر نہین ہے

مترجم کہتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ حدیث تو احیاء العلوم مین موجود ہے - اور غزالی جیسے امام نے اس سے استناد کیا ہے یہ موضوع و بے ٹھکانہ کیونکر ہو سکتی ہے - اسلیے کہ احیا حدیث کی کتاب نہین ہے اور اسکا مؤلف امام غزالی حدیث کا امام ہے - اس کتاب مین بہتیری حدیثین وضعی اور بے ٹھکانہ ہین - جنکے سبب سے احیا محدثین کے نزدیک معیوب ہو رہی ہے چنانچہ ناظرین **تخریج عراقی** پر یہ بات مخفی نہین ہے - اور امام غزالی گو علم مکاشفہ و اسرار مین ماہر گنے جاتے ہین ولیکن علم حدیث مین متساہل ہین - اور یہ کچھ انوکھی بات نہین ہے بہتیرے ایسے امام سلف مین ہوے کہ ایک فن مین امام تھے - دوسرے سے محض بے خبر اسکی تائید ہم ضمیمہ سفیر ہند مطبوعہ اگست ۸۲ء مین **ملخص طبقات ذہبی** سے کر چکے - جو چاہے اسکو ملاحظہ مین لائے **علاوہ یہ** کہ امام غزالی نے اس حدیث سے اُس عقل کا اثبات نہین کیا جسکے ثبوت کے فلسفی مدعی ہین یعنی جوہر مفارق مادہ ہے بلکہ اس سے انہون نے اس عقل کو سمجھا اور مراد رکھا ہے جو انسان کی صفت ہے اور اسمین موجود ہے **قطع نظر** اس سے اس حدیث کے معنے یہ نہین جو فلسفی سمجھے ہین کہ خدانے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا - بلکہ معنی

لئے یہ ہین کہ جب خدا تعالے نے عقل کو پیدا کیا تو سب سے پہلے اسکو وہ بات فرمائے جو حدیث مین مذکور ہے اور لفظ اوّل مبتدا ہونے کر مرفوع نہین ہے ۔ بلکہ بنا بر ظرفیت منصوب ہے اور لفظ قال کے متعلق اسبات کی تصریح و تشریح شیخ نے خود کی ہے

اس تفصیل سے ہمارے خیال کا صحیح و باموقع ہونا صاف ظاہر ہے اور یہ تفصیل ہماری سند منع کی پوری مقوی ہے ۔ یہ تفصیل سنکر بھی آپ اپنے دعوے سے دست بردار نہون اور ہمارے خیال کو بیجا سمجھین تو [illegible]
اصول حکماء کی اصول انبیاء سے ثابت کر دکھا دین ۔ بہت نہین تو کسی ایک حکیم سے فقط ایک ہی بات کا ثبوت دین ۔ یعنی فقط اعتقاد توحید صفات یا توحید عبادت یا اعتقاد ضرورت نبوت عامہ یا اعتقاد حشر جسمانی کے کسی حکیم کی تعلیم مین نشانہی کرین اور اسکا صرف عقل و فکر سے ان باتونکا قائل ہونا او سمجھ جانا مدلل کر دکھا دین

اتنا بھی نہو سکے تو اپنے دل مین آپ ہی انصاف فرما دین اور دعوی بلا دلیل سے (جسکو دہینگا دہینگی کہتے ہین) دست بردار ہو جاوین

اور جو آپنے بمنزلہ دلیل اس دعوی کی یہ تقریر کی ہے کہ ”یہ ہمارا اصول نہائت جچا ہوا ہے کہ انسان صرف بسبب عقل کے جو اسمین ہے مکلف ہوا ہے ۔ پس جسبات پر وہ مکلف ہوگا ضرور ہے کہ وہ عقل انسانی سے خارج [illegible] لازم آتا ہے جو محال و ممتنع ہے“

اسکا ظاہر مطلب (جو سیاق و سباق مقام سے مفہوم ہوتا ہے) یہ ہے کہ انسان عقل کے سبب سے مکلف ہے تو ضرور ہے کہ جس امر مین وہ مکلف ہوا ہے اُسکی عقل مین خود بخود آجاوے ۔ اور کوئی نہ کوئی افراد انسان سے اسکو بدون تعلیم ہادی کے عقل سے جان سکے ۔ بناء علیہ بعض حکماء کا بدون ہدایت انبیاء کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا جائز ہوا ۔ اور جو نتیجہ ہماری کلام کا ہی اُسکا ماننا پڑا ۔

اور اس تقریر سے اس دعوی کا ثبوت ممکن نہین ہان قلت تدبر و سوء تفکر جناب (جسکو **تیسری غلطی** کہا جا سکتا ہے) سے ثابت ہو سکتی ہے

جس معنی کر عقل کو آپ نے علت تکلیف سمجھا ہی اس معنی کر وہ علت نہین - اور جس معنی کر وہ علت ہی اسمعنی کر اسکے علت ہونیسے کسی انسان کا بدون رہنمائی ہادی کے اخلاق صحیحہ کو جان لینا لازم نہین آتا - [illegible] اسکی نفی سے وجود معلول [illegible] وجود علت لازم آتا ہے -

انسان کا عقل کے سببسے مکلف ہونا - اور عقل کا علت یا سبب تکلیف ہونا تو مسلم ہے ولیکن اسکے یہ معنے نہین (جو آپ سمجھے ہین) کہ انسان کا جزئیات احکام کو (جن سے وہ مکلف ہے) جان لینا و با دراکات جزئیہ اپنے مطلع ہونا علت تکلیف ہی اسمعنی کر عقل علت تکلیف ہو تو چاہیئے کہ جس فرد انسان مین یہ علت پائی جاوے اور جہان اسکا معلول (یعنے انسان کا مکلف ہونا) متحقق ہو وہان اسمعنی کا لحاظ و اعتبار رہو۔

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر فرد بشر (جو مکلف ہونیکی لائق ہو) جملہ احکام کو (جنمین اسکا مکلف ہونا مسلم یا مجوز ہو) مکلف ہونیسے پہلے جان لے - اور اس جاننے کے پہلے کسی فرد کا کسی امر مین مکلف ہونا متصور نہو اسلئے کہ وجود علت کا وجود معلول سے مقدم ہونا ضروری ہے - یا یون کہیئے کہ وجود معلول قبل وجود علت محال و ممتنع ہے بناء علیہ خصوصیات نماز (مثلا) رکوع و سجود و قیام و قرءت [illegible] ہی فرض ہین جب وہ مکلف ہونیسے پہلے ان سب کو عقل سے جان لے اور حج بھی اسی پر فرض ہو - جو قبل فرضیت اسکے ارکان و اجزاء از خود پہچان لے - وعلی ہذا القیاس

اور اسبات کا اور کوئی مسلمان کب قائل ہوگا آپ خود ہی قائل نہین اور ہر ایک انسان کا اپنی عقل سے جملہ احکام شرعیہ پر (جنکو آپ اخلاق صحیحہ سے تعبیر کرتے ہین) مطلع ہونا تجویز نہین کرتے - بلکہ یہ منصب خاصکر حکمار کے لئے تجویز فرماتے ہین - اور ایسے لوگونکا ہونا صدیون درصدیون مین شاذ و نادر

بتلاتے ہین -

قطع نظر اسسے (کہ اس معنی کا کوئی قائل نہین)
اگر عقل کو انہین معنی کر علت سمجھا گیا ہی تو اسکا
علت ہونا (باینمعنی) غیر مسلم ہے -

یہی امر تو اول محل نزاع ہے - اور عین دعوے
پھر اسیکا دلیل ہونا کب متصور ہے ؟ اور اسکو
بلادلیل مان لینا کب جائز ہے ؟ ہمارے
خیال مین عقل کی علت ہونے کے یہ
معنی ہین - کہ انسان عاقل ہونے (یعنے
مجنون و صغیر سن نہونے) کے سبب
مکلف ہی اور اسکی صفت یا قوت عقل (جو
بچہ یا دیوانہ مین نہین ہوتی) سبب یا علت
تکلیف ہے

اس معنی کر عقل کی علت ہونے سے کسی امر
(متعلق تکلیف) کا قبل ورود شرع عقل میز
آجانا ضروری نہین سمجھا جاتا اور نہ اسکے
عدم سے وجود معلول بدون وجود علت
لازم آتا ہے - یہ تب ہی لازم آتا - جبکہ
کوئی بچے صغیر سن کو مکلف ٹھیراتا - یا
مجنون کو مامور و مخاطب باحکام قرار دیتا
ولا یقول بہ احد -

خلاصہ کلام لائق فہم عوام یہ کہ عقل
کے سبب انسان کے مکلف ہونیکی یہ
معنی نہین - کہ قبل ورود شرع وہ عقل سے
احکام کو جان سکتا تھا - اسلیئے مکلف ہوا
(جس سے آپکا دعوے ثابت ہوا اور حکماء کا
بدون ہدائیت انبیاء احکام شرعیہ پر مطلع ہونا
جائز نکلے) بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ انسان
عاقل ہونے اور مجنون نہونے کے سبب مکلف
ہوا ہے اور اس سے ایک حکم کا بھی جان لینا
قبل ورود شرع لازم نہین آتا استلزام تو یہی
ہے کہ ہادی کے بتانے سے وہ احکام کو جان
جاوے - اور مجنون و صغیر سن تکلیف کا مورد نہو
اس بیان سے ثابت ہوا کہ وہ دلیل دعوے
جناب کی مثبت نہین - اور اس سے بجز قلت
تدبر و سوء تفکر جناب کچھ ثابت نہین ہوتا -

اس دلیل کے ضمن مین آپنے دفع دخل
مقدر کیا ہے اور جو آپکے بیان سے بطلان
نبوت ظاہر ہوتا تھا اسکی پردہ پوشی کے
لیئے فرمایا ہے " پس کسی شخص کا بذریعہ الکتساب
الخ یا انمین سے بعض کو پالینا نہ منافی ہدایت
ہے نہ منافی رسالت اور ان باتون سے

انبیاء کی نبوت کی زیادہ تر تقویت ہوتی ہے

اس سے وہ دخل بقدر دفع نہین ہو سکتا -

اور اس عذر بدتر از گناہ سے وسمہ ابطال

نبوت آپکے دامن تقریر سے دور نہین ہوتا

آپکا بیان من اولہ الے آخرہ مبطل نبوت ہے

پھر اسکی اصلاح اس دو حرفی معذرت سے

(جسکو طفل تسلی کہا جا سکتا ہے) کسطرح متصور

ہے ۵ ولن یصلح العطار ما افسد الدھر

[illegible] ۱۰۶

[illegible]

کر چکے ہین - اب اسکو بدلائل قطعیہ سچا کر دکھا

ہین - پس بگوش ہوش سننا چاہئے کہ

اس دعوے پر ہمارے دلائل تین ہین جو منطوق

یا مفہوم کلام جناب ہی سے مستفاد ہین

دلیل اول جو منطوق کلام جناب ہے

اور اسکی صحت وتسلیم مین کسیکو دم مارنے

کی جگہہ نہین یہ ہے کہ آپنے انسان کا

بدون رہنمائی پیغمبر کے اپنی عقل سے احکام

شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا ممکن ٹھہرایا

اور اس منصب کو حکماء کے لئے ثابت بھی

کر دیا اور آن حکماء کا ہمسر وبمنزلہ پیغمبر ہونا مان

لیا - اور اسبات کو اپنی کلام کا نتیجہ ہونا

تسلیم کر لیا -

اور یہ صاف وصریح اقرار ہے کہ بعثت وہدایت

انبیاء کی حکماء کو ضرورت نہین - اور وہ اخلاق

صحیحہ کے دریافت کرنیمین تعلیم انبیاء کے

محتاج نہین -

بقول جناب انبیاء فقط جاہلون اور احمقون کی

تعلیم وہدایت کے لئے آئے ہین [illegible]

اور محتاج بعثت وہدایت انبیاء وہی جاہل ہ[illegible]

پس یہ وہی بات ہوئی جو **ابن صیاد***

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہی تھی

کہ مین اسبات کا اقراری ہون کہ تو نبی ہے

مگر تیری نبوت امیون (جاہلون) کے

لئے مخصوص ہے - ایسی ہی حضرت موسے

علیہ السلام کو کسی حکیم نے سنائی تھی اور

انکی نبوت کو مان کر جاہلون کے لئے

اسکی تخصیص کی - اسمین گو فی الجملہ

اور خاص جاہلون کے لئے ضرورت نبوت کا

* ابن صیاد ایک کافر تھا جسنے آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوی کیا تھا ایکدن آنحضرت اسکے امتحان والزام کو اسکے پاس تشریف لیگئے اور ایک سوال بھی کیا جس مین وہ جواب سے رہ گیا اسی اثنا مین آنحضرت نے اس سے فرمایا کیا تو میری نبوت کا اقراری نہین ہوتا اس نے وہ جواب دیا جو یہان منقول ہوا اشہد انک رسول الامیین - دیکھو صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث حاشیہ

اقرار ہے۔ مگر اسکے عموم و شمول کا صاف و صریح انکار۔

اگر کسیکو یہ **شبہ** خلجان کرے کہ اگرچہ جناب خان بہادر نے حکمار کو بمنزلہ پیغمبر قرار دیا ہے مگر یہ دو فرق انمین لگا دئے ہین

اول حکمار کا اپنی علم و وصول ہین مشتبہ رہنا

دوم انکا اپنی باریک اصطلاحات پر عامہ کو مطلع نکر سکنا۔ اور عام ہدائت کے لائق نہونا۔

ان دو [illegible]

انبیار کا ثبوت ممکن ہی۔ اور عموم نبوت باقی رہتا ہی تو اسکا **ازالہ** یہ ہے کہ فرق ثانی کا تو اتنا ہی مفاد ہے کہ حکمار آپکے نزدیک عامہ خلائق کے ہادی یا نبی ہونے کے لائق نہین اُسّے انکا اپنی ذات کے لیئے ہادی نہونا اور اپنے سلوک مین دوسرے ہادی کا محتاج ہونا لازم نہین آتا

رہا فرق اول سو اگرچہ اسقدر ضعیف اشارہ کرتا ہی کہ رفع اشتباہ و حصول یقین کے لئے حکماء بھی انبیاء کے محتاج ہین لیکن منطوق اصول جناب جسکو آپنے نہایت جچا ہوا فرمایا ہے

اس اشارہ بیچارہ کا مبطل و مکذب ہی۔ اسمین آپنے صاف فرمایا ہے کہ انسان عقل کے سبب سے مکلف ہوا تو ضرور ہے کہ جسبات پر وہ مکلف ہو وہ فہم انسانی سے خارج نہو جسکا مطلب یہ ہی کہ کسی نہ کسیکا افراد انسان سے بدون تعلیم انبیار احکام شرعیہ کو جان لینا ضروری ہے

اور جب بمنطوق اس اصول کے بعض حکمار کا احکام شرعیہ (یا اخلاق صحیحہ) پر مطلع ہونا ظاہر ہوا اور عقل [illegible] علت تکلیف ہے) یہ لازم ذاتی ٹھیرا تو پھر تجویز و امکان عدم اطلاع (جو اشتباہ کا سبب یا مدار یا ملزوم ہے) کیا معنے رکھتا ہی؟ کیا ایک شے کی ضرورت ایجاب اور امکان سلب مین منافاۃ نہین۔ اور قضیہ ممکنہ عامہ سالبہ قضیہ ضروریہ مطلقہ موجبہ کی نقیض نہین؟ اسبات کو وہ لوگ سمجھ سکتے ہین جو علم منطق سے فی الجملہ آشنائی رکھتے ہین۔ عوام کو ہم یہ مطلب یون سمجھا سکتے ہین کہ آپنے بعد تجویز اشتباہ یہ بھی کہدیا ہے کہ بمقتضاء عقل بعض حکماء کا اخلاق صحیحہ پر مطلع ہونا ایسا ضروری ہے

ہے جسکا ہونا محال ہے پہر کسی حکیم کے مطلع
ہونے مین وجود اشتباہ خود اس شخص کو ہو
جسکا مطلع ہونا بوجہ ضرورت تسلیم کیا گیا
ہے۔ خواہ کسی دوسرے عاقل کو (جو اس
امر کو ضروری سمجھتا ہے) کسطرح متصور ہے
اشتباہ تب ہوتا جبکہ کسی عاقل کے نزدیک عدم
اطلاع کا بھی احتمال صحیح ہوتا۔ اسکے تو آپ
قائل نہین پہر قائل اشتباہ کیونکر ہو سکتے
ہین
معلوم نہین اس قول کے ساتھہ اپنے پہلے
قول کو منسوخ کر دیا یا پہلا قول بہولکر کہدیا
یا اپنے دونو قولونکا مطلب نہین سمجھا۔
بہر حال اس نچے ہوئے اصول جناب کے
مقابلہ مین ہم اس اشارہ ضعیف کا اعتبار
نہین کرتے اور آپکے اس تلفظ اشتباہ
کو احتمال نسخ یا نسیان یا عدم توجہی پر حمل
کرتے ہین۔ اور آپکے پر زور دعاوی و دلائل
کے منطوق سے ہم یقیناً یہ نتیجہ نکالتے ہین
کہ آپ بعض حکماء ناظرین قانون قدرت کو
رہنمائے انبیاء سے مستغنی جانتے ہین۔
اور ہدایت انبیاء کی ضرورت خاص جاہلون
اور احمقون کے لئے سمجھے بیٹھے ہین

اور یہ بات آپکی ہمارے اور کافہ مسلمین
کے نزدیک تسلیم نبوت کے مخالف ہے اور
اسکی عموم و شمول کے مبطل

دلیل دوم جو کلام جناب سے مفہوم ہے
اور اسکو وہ لازم یہ ہے کہ آپنے منصب نبوت
کی انبیاء کے لیئے تجویز تو کی ولیکن اُنکی تصدیق
و اُنکے حقوق کی تسلیم کی ایسی صورت نکالی
ہے جس سے وہ تصدیق وجود مین نہ آوے
اور اگر ... تمام تصدیق وجود مین آوے
تو اُنکے حقوق کی تسلیم کبھی ہونے نپاوے
اور یہ امر اگرچہ صورتاً اقرار ہے ولیکن
معنےً انکار۔

اسکی **مثال** یہ ہے کہ کسی شخص کو چیف کورٹ
کا جج تجویز کرین اور اسکی لیاقت کا ممتحن کسی
چپراسی کو جو نہ فرائض ججی کو جانتا ہے نہ
قانون کو پہچانتا ہے بنادین یا کسی ایسے
پلیڈر کو جو دقائق قانون اور پارلیمنٹ کے
فیصلجات پر مطلع نہین اس عہدہ پر مامور
کرین اور ان ممتحنونکو یہ اختیار دیدین
کہ اگر تمہاری سمجھہ مین یہ جج اس عہدہ کے

لائق ہو اور اسکے احکام و فیصلجات تمہاری
سمجھ کے مطابق ہون تو تم اسکو جج ماننا اور
اسکی اطاعت کرنا - نہین تو اُسکی اطاعت سے
ہاتھ کہینچ لینا اسصورت مین کیا وہ چپراسی
اس جج کے احکام و اصول سے بیخبر ہونیکے
سبب سے (بحکم من جہل شیئاً عداہ*)
اسکا منکر نہوگا؟ اور وہ پلیڈر نے الجملہ
قانون دانی کے سبب اسکی ججی کا قائل بھی
ہوا تو پھر کیا اپنی ممتحنی کے ناز پر اسکے
فیصلجات کو اپنی [illegible] کے سبب خلاف
قانون سمجھکر اسکے فیصلونپر معترض ہوکر اسکی
اطاعت سے باہر نہوگا؟

اسطور پر اس جج کا عہدہ ججی پر مامور کرنا
کالعدم ہے اور اسکو جج کہنا جج نکہنیسے برابر
یہی کام بعینہ آپنے تجویز نبوت انبیاء
مین کیا ہے - اور انکی نبوت و اطاعت کا
سررشتہ ان لوگونکے ہاتھ مین دیدیا ہے
کہ اولاً تو وہ اس چپراسی کیطرح نبی کی نبوت
ہی کے قائل نہون اور اگر برائے نام ہون
تو پھر اس پلیڈر کیطرح اسکی اطاعت سے
خارج رہین -

جن لوگون کو آپنے انبیاء کی نصیحتون کا ممتحن
بنایا - وہ (بزعم جناب حکماء و قسم اول عقلاء
سے کیون نہون) اہل سنت کے نزدیک
قبل ورود شرع کے ادراک احکام مین انبیاء
سے وہ نسبت رکھتے ہین جو چپراسی چیف کورٹ
کے ججون سے نسبت رکھتی ہین - اور فرقہ
معتزلہ وغیرہ (جو عقل کو حاکم جانتے ہین)
بھی انکو اس پلیڈر سے بڑھکر نسبت نہین
دے سکتے - یہ لوگ گو حسن و قبح عقلی کے
قائل ہین لیکن انکو اسے [illegible] ہر جا ہے
مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن
بعض احکام کے ادراک سے عقل کو عاجز جانتے
ہین اور انکو محض تقلید انبیاء سے مان رہے
ہین -

ہر چند تمام مسلمانون مین ایک آپ ان
سبکے خلاف کے مدعی ہین اور قسم اول کے
لوگون (حکماء) کو انبیاء سے وہ نسبت دیتے
ہین جو چیف کورٹ کے جج آپسمین نسبت رکھتے
ہین - ولیکن آپنے اس خلاف پر کوئی دلیل
قائم نہین کی - مجرد دعاوی سے صفحہ
قرطاس کو رونق بخشی ہے - لہذا آپکا خلاف

* یعنی جو [illegible]

ہنوز کالعدم ہے اور باتفاق اہل اسلام (سنی۔ معتزلی۔ شیعی۔ خارجی) کوئی شخص انبیا کی نسبت چہ اسی ہااس پلیڈر سے بڑھکر نہین ہے۔ پہر ایسے لوگ انبیار کے ممتحن ٹھیرے۔ اور اُنکی عقل و تمیز جملہ تعلیمات پیغمبر کی کسوٹی مقرر ہوئی۔ تو انبیاؑ کی نبوت اور اُنکے حقوق کی تسلیم و طاعت ہوچکی۔

گر ہمین مکتب ست و این ملا * کار طفلان تمام خواہد شد

ان [illegible] ممتحن ہونے اور انکی عقل [illegible] معیار امتحان ہونے کی صورت مین اولا تو اس چہ اسی کی طرح کوئی نبوت کا اقرار ہی نہوگا۔ اور اگر برائے نام ہوا تو ہمیشہ اس پلیڈر کیطرح اطاعت سے خارج و باغی رہیگا۔

شق اول یعنے اقرار نہونا تو بہت ظاہر ہے چندان بیان و ثبوت کا محتاج نہین۔ جو شخص کسی امر سے جاہل ہوگا وہ اُسکو کب مانیگا چہ اسی صحت فیصلجات جج کا کب قائل ہوگا۔ اور فن ہندسہ سے ناواقف شکل عروسی یا حمارے کا ثبوت کب تسلیم کریگا

اسیطرح منکر رسالت محمدیہ دقائق و اسرار تعلیمات نبویہ کو نماز یا روزہ یا حج مین عقل یا نیچر سے کیا سمجھے گا اور اس سمجھہ کے ذریعہ سے نبوت کا کب اقرار ہی ہوگا؟

بلکہ اگر اسکو ممتحن قرار دیا جاوے اور اسکے عقل و فہم کو ان تعلیمات اور اُنکے معلم کی صداقت کا معیار بنایا جاوے تو وہ پورے انکار ہوگا۔ اور اپنے منصب حکومت کے بہروسے اسی سے ابطال نبوت کریگا۔

نماز مین وہ یہ کہیگا کہ اسکے افعال خصوصاً سجدہ [illegible] نیچے اور مقعد کو اوپر کیا جاتا ہے۔ اور معدہ کا کہانا منہ کیطرف آتا ہے اور بدن کا خون سر اور آنکھون کیطرف متوجہ ہوتا ہے جسمین کئی امراض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور روزہ مین یہ کہیگا کہ دن بھر کے فاقہ سے خون خشک ہوجاتا ہے اور رطوبتین سلب اور اعضاء کی غذا کا انقطاع۔ جس سے انسان کی جسمانی و عقلی کمالات مین نقصان کا احتمال ہے

باقی بنمبر آئندہ

یہہ رسالہ بابت اپریل ۱۹۰۶ء کا ماہ مئی مین ختم ہوا